بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت خان نے یہ ناول (نمازِ قلب) صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاہے۔اس ناول (نمازِ قلب) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیوایرا میگزین

ھاد اپنے آفس میں تھا جب صبا اسکے کمرے میں بنا دروازہ کھٹکھٹائے داخل ہوئی۔ اسکی یہ حرکت دیکھ کر تو ھاد تپ ہی گیا تھا۔

"مس صبا کیا آپ میں اتنی بھی اخلاقیات...." ابھی اس نے بات مکمل نہیں کی تھی کہ یاسر بھی ایک طوفان کی مانند اس کے آفس میں داخل ہوا۔ ھاد نے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی۔ آج تو حد ہی ہو گئی تھی۔

"سر یہ یاسر میرے ساتھ بد تمیزی کر رہا ہے۔" صبا کی بات سن کر ھاد اپنی کرسی سے اٹھا۔

"کیا! میں بد تمیزی کر رہا ہوں۔ سر اس لڑکی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ یہ میری ذاتی زندگی پر تبصرہ کر رہی تھی جب میں نے کچھ کہا تو ساتھ ہی اسے تکلیف ہونے لگ گئی۔" یاسر آج اپنی تمام حدیں بھولے ہوئے تھا۔

"سر یہ میرے کریکٹر پر انگلی اٹھا رہا تھا۔" صبا کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا تھا۔

"بکواس کر رہی ہے یہ۔" یاسر انتہائی بد تمیزی سے بولا۔

"شٹ اپ! تم کیسے بات کر رہے ہو کوئی تمیز نامی چیز ہے تم میں یا نہیں!" اب کی بار ھاد غصے سے بولا تھا۔

"سر وہ پورے سٹاف کے سامنے میری ازدواجی زندگی پر بات کر رہی تھی۔ آپ بتائیں کہ میں نے کیا غلط کیا ہے۔" یاسر نے مزاحمت کی۔

"کیا بات کر رہی تھی تم!" ھاد نے صبا کو پہلی بار تم کہہ کر پکارا تھا۔ بے شک وہ اپنے ضبط کی آخری حدود کو چھو رہا تھا۔

"سر میں نے کچھ بھی غلط نہیں کہا تھا- مسز یاسر نے مجھے خود کال کر کے بتایا تھا کہ یہ انہیں مارتے پیٹتے ہیں- ان پر تشدد کرتے ہیں-"

"سر بھونک رہی ہے یہ-" یاسر چیخا تھا-

"میں آخری بار کہہ رہا ہوں تمیز سے بات کرو اگلی بار میں تمہارے ساتھ زبان استعمال ہر گز نہیں کرونگا-" ھاد نے انگلی دکھاتے ہوئے اسے وارن کیا-

"عجیب انسان ہیں آپ- وہ جو اتنا کچھ کر گئی ہے اسے کچھ نہیں کہہ رہے اور مجھے دھمکا رہے ہیں- صحیح ہے بھئی! آپکے کام کی جو ہے اسے تھوڑی ہی آپ کچھ کہیں گے- اور کتنی ایسی رکھی ہیں-" اس کی بات سن کر تو ھاد آپے سے باہر ہوا تھا-

" گھٹیا انسان! ہمت کیسے ہوئی تمہاری!" ھاد اس کی طرف لپکا اور ایک مکا اسکے منہ پر دے مارا-

"تکلیف ہوئی نا، ہوئی نا تکلیف، چل کب سے رہا ہے یہ سب" یاسر اپنے ناک سے بہنے والا خون صاف کرتے ہوئے بولا-

ایک بار پھر ھاد اس پر جھپٹا- صبا بے یقینی سے ان دونوں کو لڑتے دیکھ رہی تھی- اس نے جلدی سے سیکیورٹی کال دی-

اور دیکھتے ہی دیکھتے سیکیورٹی گارڈز ھاد کے دفتر میں داخل ہوئے اور ان دونوں کو ایک دوسرے سے دور کرنے لگے-

New Era Magazine

صبا بوکھلاہٹ کی حالت میں کرسی پر ڈھے گئی- سیکیورٹی گارڈز یاسر کو باہر لے جا چکے تھے- حاد کے ماتھے پر ایک چوٹ لگی تھی-

"ایم سوری سر!" نا جانے کیوں صبا کو اپنا آپ مجرم دکھائی دیا تھا-

حاد نے کچھ نہیں کہا اور میز پر پڑا فون اٹھایا اور اپنی سیکرٹری کو کال کرتے ہوئے کہا-

"یاسر جمال کو فائر کر دیا ہے میں نے اسکی جتنی سیلری اور ڈیوز اب تک کے بنتے ہیں- وہ اسے دے دیں-" یہ کہتے اس نے ڈائل کریڈل پر پٹکا-

صبا نے حاد کو دیکھا جو اب اپنی کنپٹی مسل رہا تھا-

"آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے" حاد صبا سے مخاطب ہوا_

"جی سر! وہ جب انہوں نے کال کی تھی تو میں نے کال ریکارڈ کر لی تھی-" صبا ہچکچاتے ہوئے بولی-

"اوکے وہ ریکارڈنگز آپ مجھے سینڈ کر دیں- باقی میں دیکھ لونگا اسے!" حاد نے طیش میں کہا-

صبا نے اسکی بات پر سر ہلایا-

"سر میں ایسا ہر گز نا کرتی مگر مجھے یاسر پہ شک تھا- اور آپ نے مجھے ایسا ہی کام دیا تھا تو میں نے بس اسکی وائف سے سرسری سی ملاقات کی اور انہیں اپنا نمبر دیا اور کچھ دن بعد مجھے انکی کال آئی - میں آپکو بتانے ہی والی تھی کہ یاسر نے مجھے دھمکانا شروع کر دیا اور مجھے بدکردار کہا-" صبا بتاتے ہوئے رونا شروع ہو گئی-

"اٹس اوکے! بچے گا تو وہ بھی نہیں!" یہ کہتے ہوئے حاد کسی آدمی کو کال ملانے لگا-

کال ابھی جا رہی تھی۔

"اب آپ جائیں۔ اگر آپ چاہیں تو دو تین دن کی لیو لے لیں۔" ھاد نے صبا کو مخاطب کیا۔

صبا اسکی بات پر سر ہلاتی باہر چلی گئی۔

"ہاں کامران! کیسے ہو" ھاد فون کانوں سے لگاتے ہوئے بولا۔

"میں ٹھیک تم سناؤ کیسے یاد آ گئی اس ناچیز کی۔" کامران جو کہ اسکا پرانا دوست اور سیکنڈ کزن بھی تھا۔ وہ ایس۔پی کے عہدے پر فائز

تھا۔

"ایک بندے کا کیس ہے۔ بیوی پر تشدد کرتا ہے۔ اس پر چڑھائی کرنی ہے۔" ھاد اسے بتا رہا

تھا۔

"دیکھو ھاد! کرنے کو تو میں تمہارا کام کر دوں مگر اس کے لیے نیچے عملے کو کچھ قیمت دینی پڑے گی۔ تم ہماری امانت داری سے تو واقف ہی ہو۔ اور ثبوتوں کے بغیر تو سوال ہی نہیں اٹھتا۔"

کامران اسے بتا رہا تھا۔

"ثبوت ہیں میرے پاس اور گواہ بھی ہیں۔ قیمت بھی بھرنے کو تیار ہوں۔" ھاد بولا۔

"ویسے کون بدبخت ہے وہ جسکی تمہارے ہاتھوں شامت آئی ہے۔" کامران دلچسپی سے بولا۔

"ایک ایمپلائی ہے۔ تم ایسا کرو کہ میرے گھر ڈنر کرو۔ باقی سارے معاملات وہیں حل کر لیں گے۔" ھاد نے اسے آگاہ کیا۔

"چلو ٹھیک ہے ویسے بھی آنٹی سے بھی نہیں ملا تو رات کا ڈن کرو-"کامران گرم جوشی سے بولا-

"او کے بائے"اتنا کہتے ھاد نے فون بند کر دیا-

☆☆☆☆☆

ھاد شام کو واپس آیا-رقیہ بیگم لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی تھی-ھاد بھی ان کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا-اس نے اپنی ٹائی اتار کر صوفے کی پشت پر ڈالی-اور شمائلہ کو پکارنے لگا-رقیہ بیگم خاموشی سے اسکی کاروائی دیکھ رہی تھیں-

کچھ دیر بعد شمائلہ وہاں آئی-

"شمائلہ رات کے کھانے میں کچھ خاص اہتمام کر لینا-ایک مہمان آئے گا-"شمائلہ اس کی بات پر سر ہلاتی کچن میں چلی گئی-

"کون آرہا ہے رات میں"رقیہ بیگم نے اس سے پوچھا-

"کامران آرہا ہے-"ھاد نے انہیں اطلاع دی-

"اوہ اچھا! خیریت سے!"رقیہ بیگم نے پوچھا کیونکہ اسے تقریبا تین ماہ ہو گئے تھے اس نے کبھی چکر نہیں لگایا تھا-

"جی میں نے اسے بلایا تھا-کچھ بات کرنی تھی اس سے"

"اوہ!"رقیہ بیگم نے سانس خارج کی-ھادا اٹھ کر جانے لگا جب رقیہ بیگم نے اسے روکا-

"بیٹھے رہو مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے-"ھادا انکی بات سن کر چونکا اور واپس کندھے اچکاتے ہوئے انکے سامنے والے صوفے پر آ کے بیٹھ گیا-

"کیا بات کرنی ہے"کافی دیر انہیں خاموش بیٹھا دیکھ کر اس نے پوچھا-

"تم شادی کب کر رہے ہو-"انداز بلکل غیر لچکدار تھا-یا پھر زبردستی بنایا گیا تھا-

"آہ"ھادنے لمبی سانس خارج کی-

"کیا ہے اب بھی ٹالو گے مجھے مگر اب بس بہت ہوا میں نے بیٹا بوڑھا کر کے نہیں بیاہنا-" رقیہ بیگم شکوہ کرتے ہوئے بولی-

"مما پلیز ابھی تو بس کر دیں-"ھادنے عاجزی سے منت کرتے ہوئے کہا-

"کیوں کروں بس!... تمہیں ذرا خیال نہیں ہے اپنی ماں کا-میری بھی کوئی حسرت ہے-" ھادا اٹھ کر جانے لگا جب رقیہ بیگم بولی-

"بیٹھ جائو چپ کر کے ابھی معاملہ حل نہیں ہوا-"

"کیا چاہتی ہیں آپ"

"تمہاری شادی"

سپاٹ لہجے میں جواب آیا-

"میں نہیں کر سکتا شادی-"ھاد نظریں چڑاتے ہوئے بولا-

New Era Magazine

"کیوں نہیں ھاد"

"وجہ آپ جانتی ہیں-"ھاد کے لہجے میں کچھ تھا- جسے رقیہ بیگم نے اچھے سے محسوس کیا تھا- کیا تھا وہ بے بسی، شرمندگی، پچھتاوا-

"ھاد جو ہو گیا سو ہو گیا- تم نے جو کچھ کیا وہ غلط تھا- مگر اب تم اس دلدل سے نکل آئے ہو- تم نادم ہو، شرمندہ ہو اتنا کافی ہے-"رقیہ بیگم کرب سے بولی تھیں-

"کیا واقعی اتنا کافی ہے-"ھاد کا لہجہ انکی زبان پر قفل لگا گیا- واقعی اتنا کافی نہیں تھا-

"بولیں مما! آپ ایسا کہہ رہی ہیں کیونکہ آپ ماں ہیں اور اس وقت گنہگار آپکا بیٹا ہے- جس کے ساتھ میں نے یہ سب کیا اگر میں اسے بتاؤں کہ میں نادم ہوں تو کیا اس کے لیے اتنا کافی ہو گا-"ھاد کے لہجے میں بلا کی تلخی تھی-

"ھاد تمہارا باپ شادی کے بعد یہ سب کرتا رہا ہے- تم نے ایک کیا ہے اسنے ہزاروں بار کیا ہے- تم نے جوانی میں کیا ہے، وہ بڑھاپے میں بھی باز نہیں آیا تھا- وہ تو کبھی بھی شرمندہ نہیں ہوا تھا- اس نے تو کبھی خود کو سزا نہیں دی تھی- اس نے تو کبھی مجھ سے معافی بھی نہیں مانگی تھی-"رقیہ بیگم کی آنکھوں میں نمی تھی-

"آپ میرا کمپیریزن پاپا کے ساتھ کر رہی ہیں- آپ ایک بری چیز کو گھٹیا چیز سے کمپیئر کر کے کہہ رہی ہیں کہ بری چیز بہتر ہے-"ھاد نے بے یقینی سے کہا-

"ماما میں رات کو سو نہیں سکتا- اسکی چیخیں اب بھی میرے کانوں میں گونجتی ہیں- وہ کیسے مجھ سے رحم کی بھیک مانگ رہی تھی- کیسے تڑپ رہی تھی- ایک ایک لفظ یاد ہے اسکا- اور آپکو اب

بھی لگتا ہے کہ میں پاپا جیسا ہوں" ھاد نے افسوس سے پوچھا۔رقیہ بیگم نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھیں۔

"نہیں تم اپنے باپ جیسے نہیں ہو ھاد! اور مجھے اس بات پر فخر ہے۔" رقیہ بیگم اسے گلے لگاتے ہوئے رو پڑی۔

ھاد نے اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے انہیں تسلی دیتے ہوئے انکے سر پر تھپکی دی۔

"خدا کرے تمہیں وہ مل جائے جسے رب نے تمہارے لیے بنایا ہے۔" ھاد انکی بات پر مسکرا کر اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

☆☆☆☆☆

"واہ آنٹی آپ ذرا بھی نہیں بدلی۔کونسا ٹوٹکا استعمال کرتی ہیں جواب تک اتنی جوان ہیں۔"

کامران رات کا کھانا کھانے کے بعد رقیہ بیگم کو مسکے لگانے میں مصروف تھا۔

"دیکھ لو ھاد! یہ لڑکا تو ہر لڑکی پہ اپنی باتوں سے ہی جال بچھا لیتا ہے۔

میں حیران ہوں تم اب تک کنوارے کیسے ہو۔ارے تم تو چار چار شادیاں کر بیٹھتے اس وقت تک"

رقیہ بیگم کی بات پر ھاد نے مسکرانے پر ہی اکتفا کیا تھا جبکہ کامران کا قہقہہ گونجا تھا-

"بس کیا کریں- یہ جادو صرف آنٹیوں پر ہی چلتا ہے-" کامران ایک آنکھ دباتے ہوئے بولا-

"تبھی!" رقیہ بیگم شرارت سے بولی تھیں-

"اہمم" ھاد نے اپنا گلہ کھنگارا- رقیہ بیگم اسکا اشارہ سمجھتے اٹھتے ہوئے بولی-

"چلو تم لوگ بات کرلو- مجھ سے تو تم فرصت میں بات کرنا-" کامران کی طرف اشارہ کر کے کہتی وہ چلی گئیں-

ھاد اب اسکی طرف متوجہ ہوا-

اسنے کونے پر پڑے لیپ ٹاپ کو اٹھایا اور کامران کے پہلو میں بیٹھتے ہوئے اس نے لیپ ٹاپ آن کیا- "یہ ہے وہ لڑکا- یاسر جمال نام ہے اسکا- اسکی بیوی کا نام وجیہہ ہے- تین سال ہو گئے شادی کو- ماں باپ وفات پا گئے- اکیلا اپنی بیوی کے ساتھ رہتا ہے- بے اولاد ہے-" ھاد نے اسے یاسر کی تصویر دکھاتے ہوئے اسکا سارا بیک گراؤنڈ کامران کو بتایا-

"وہ سب تو ٹھیک مگر تم نے کہا تھا تمہارے پاس ثبوت اور گواہ بھی ہیں-" کامران نے آبرو اچکاتے ہوئے اس سے پوچھا-

ھاد نے اپنی جیب سے اپنا فون نکالا اور صبا کی بھیجی گئی ریکارڈنگز آن کر کے اسے سنائی جس میں وجیہہ اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کی داستان سنا رہی تھی- ریکارڈنگ اب بند ہو چکی تھی-

"ہمم! مگر اس نے اسے ہی کال کیوں کی-" کامران نے پوچھا-

"ہماری کمپنی ایک موومنٹ چلارہی ہے خواتین پر تشدد کے خلاف-اسی سلسلے میں میری ایمپلائی نے ان سے رابطہ کیا-"ھاد نے اسے آگاہ کیا-

"اور گواہ کون ہے"

"میری کمپنی کی ایمپلائز! جو اس ٹیم میں شریک تھیں-"

"گوڈ! تو پھر میں سب گواہوں کے جلد از جلد بیان لے کر اس معاملے کو ہینڈل کرتا ہوں-" کامران نے مطمئین ہو کر کہا-

"میرا کام ہو جانا چاہیے-"ھاد سنجیدگی سے گویا ہوا-

"فکر نا کرو-یہ سب اب مجھ پہ چھوڑ دو-"کامران ھاد کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولا-اسکے بعد وہ واپسی کی غرض سے باہر کی جانب آیا-ھاد بھی اسے الوداع کرنے کو اسکے پیچھے لپکا-

"ارے اتنی جلدی جارہے ہو-"رقیہ بیگم اسے جاتا دیکھ کر بولی-

"جی آنٹی بس اب اجازت دیں-"کامران انکی طرف تشکر آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا-

"اب دوبارہ کب ملاقات ہوگی ہماری"

"میری شادی پر یا پھر ھاد کی شادی پر-"اسکی بات پر ان دونوں کا قہقہہ گونجا جبکہ ھاد صرف مسکرایا-

☆☆☆☆☆

ایشال حسنا کے گھر کے باہر کھڑی دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہی تھی-اسنے اب تک تین مرتبہ دستک دی تھی-

کال بیل کہیں خراب نا ہو یہ سوچتے ہوئے اسنے اب دروازہ ہاتھ کے ساتھ بجایا تھا مگر اس کی یہ کوشش بھی ناکام گئی تھی-

"یااللہ! کیسے لوگ رہتے ہیں یہاں..."وہ تلملاتے ہوئے بولی تھی-

"صبر....ایشال صبر...بہت نایاب چیز ہے"اس نے ڈاکٹر سبطین کے کہے ہوئے الفاظ دہرائے اور ایک بار پھر دروازے پر دستک دی-

اب کی بار کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی تھی-ایشال نے دل میں خدا کا شکرادا کیا-

دروازہ ایک اکتیس سالہ عورت نے کھولا تھا-

"جی!"اس عورت نے سوالیہ نگاہوں سے ایشال کی طرف دیکھا-

"امم! میں ایشال ہوں-یہ سامنے والے گھر میں رہتی ہوں-"

"تو...!"اس عورت نے سپاٹ لہجے میں کہا-ایشال تو شرمندگی سے پانی پانی ہو گئی-اس "تو" کا جواب تو وہ سوچ کر ہی نہیں آئی تھی-

"میں آپ سے ملنے آئی ہوں-سوچا تھوڑی جان پہچان ہی بنالی جائے-"ایشال کھسیانی ہوتے ہوئے بولی-

"دیکھو لڑکی! ہم بہت ریزرو لوگ ہیں- نا تو ہمیں تم سے جان پہچان بنانے میں دلچسپی ہے اور نا ہی ہم چاہتے ہیں کہ تم اس کام میں دلچسپی لو-" اس عورت نے بنا کسی لحاظ کے ایشال کو جواب دیا- ایشال زبردستی مسکرائی، وہ اور کر ہی کیا سکتی تھی-

"ایم سوری! مگر کیا میں حسنا سے مل سکتی ہوں-" ایشال کو مجبوراً انہیں اپنے آنے کی وجہ بتانا پڑی-

"اوہ تو یہ بات ہے- دیکھو لڑکی! میری بیٹی سے دور رہو-" اتنا کہتے اس عورت نے اس کے منہ پر دروازہ بند کر دیا-

اور ایشال جس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا اسکا منہ کھلا ہی رہ گیا-

وہ نا جانے کب تک اسی حالت میں کھڑی رہتی مگر اسکا فون بجا- ڈاکٹر سبطین کی کال آ رہی تھی- اس نے پلٹتے ہوئے کال اٹھائی-

"کیسی ہو! کیا کر رہی تھی-" ڈاکٹر سبطین کے سوالوں نے اسے مزید شرم دلائی- اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ وہ ابھی ابھی ایک عورت کے ہاتھوں ذلیل ہو کر آ رہی ہے-

"میں بس کتاب پڑھ رہی تھی-" جھوٹ بولنے میں ہی اس نے عافیت سمجھی-

"اچھا تم ایسا کرو کہ آج جس وقت بھی فری ہو مجھ سے ملو- ایک بہت ضروری بات کرنی ہے- "

"جی ٹھیک ہے-" ایشال نے کہا-

"چلو پھر آج ملاقات ہوتی ہے خدا حافظ!"

"اللہ حافظ "ایشال نے فون بند کر دیا-اور سر جھکاتے اپنے گھر میں داخل ہو گئ-

☆☆☆☆☆

ایشال شام کے 6 بجے ڈاکٹر سبطین کے گھر پہنچی تھی-اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب اس بچی کے متعلق ان سے بات کر کے ان کا قیمتی مشورہ لے گی-آخر کیوں وہ بچی اتنی مشکوک سی لگتی تھی-

ملازمہ نے اسے بتایا کہ ڈاکٹر سبطین لیونگ روم میں موجود ہیں-ایشال نے بھی اپنا رخ لیونگ روم کی طرف کیا-دروازے پر دستک دے کر وہ اندر داخل ہوئی-ڈاکٹر سبطین کے ساتھ کوئی اور شخص بھی موجود تھا-جو اس وقت ایشال کی طرف پیٹھ کیے بیٹھا تھا-

"آئو آئو ایشال! تمہارا ہی انتظار ہو رہا تھا-"ڈاکٹر سبطین کے کہنے پر اس شخص نے مڑ کر پیچھے دیکھا-ایشال اس کا چہرہ دیکھ کر دھنگ سی رہ گئ-

اتنی مشکل سے تو سنبھلے تھے ہم

تمہارا سامنے آنا ضروری تھا کیا؟

اسے لگا یہ اسکا کوئی وہم ہے-اس نے آنکھیں مینچ کر پھر سے کھولی مگر وہ کوئی وہم نہیں حقیقت تھا-ایشال اپنے چہرے کے تاثرات نارمل کرتی سامنے صوفے پر آ کے بیٹھ گئی-

وہ شخص ہنوز اسے ہی دیکھ رہا تھا- جبکہ ایشال کے جسم میں ایک سرد لہر دوڑی تھی-اس نے اپنی نظریں جھکا لیں-

"ایشال یہ ہیں مسٹر حاد سیال! سیال انڈسٹریز کے سی ای او-اور یہ ہیں مس ایشال شاہ-میری شاگرد کم اور بیٹی زیادہ!"ڈاکٹر سبطین اب ان دونوں کا تعارف کروا رہے تھے-ایشال انہیں کیسے بتاتی کہ اسے اس شخص کے تعارف کی ضرورت نہیں تھی-وہ اسے بہت پہلے سے جانتی بھی تھی اور پہچانتی بھی تھی- مگر وہ خاموش رہی-

"میں نے ان کی کمپنی کے ساتھ ایک کانٹریکٹ کیا ہے-یہ ایک مووومنٹ چلا رہے ہیں- معاشرے میں پھیلی مختلف برائیوں کے خلاف"ایشال نے ایک نظر چونک کر اس سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا-"برائیوں کے خلاف"وہ محض سوچ ہی سکی تھی-

"اس لیے ہم ان سے کولیبوریٹ کریں گے اور ایک ساتھ مل کر کام کریں گے-"ڈاکٹر سبطین اپنی بات مکمل کر چکے تھے-مگر ان کے ساتھ بیٹھے دونوں فرد بلکل خاموش تھے-یہ سب کیا تھا-کیا قدرت اس کے ساتھ پھر سے کوئی کھیل کھیلنے جا رہی تھی-کیا وہ پھر ایک

آزمائش سے گزرنے والی تھی- کیا پھر سے اس پر کاری ضربیں لگنے والی تھیں-ان خیالات کی سوچ ہی سے اسکی روح تک کانپ گئی تھی-

"ایشال تم کوئی بات نہیں کرو گی-"ڈاکٹر سبطین کو اس کی خاموشی چبھی تھی-وہ کیوں خاموش تھی-پہلے تو کبھی وہ اتنی خاموش نہیں ہوئی تھی-

"کب سے کام شروع کریں گے ہم"ایشال کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"مسٹر ھاد آپ بتائیں"ڈاکٹر سبطین نے ھاد کی طرف دیکھا-

"کل سے!"ایشال نے اپنی آنکھیں مینچی تھیں-کیوں وہ اس کے سامنے آیا تھا-کیوں ہزاروں لاکھوں لوگوں میں سے اسی سے ڈاکٹر سبطین نے کانٹریکٹ کیا تھا-کیوں ہزاروں لاکھوں لوگوں میں سے وہ اسکے سامنے بیٹھا تھا-اسکی جگہ پر تو کوئی بھی ہو سکتا تھا نا مگر پھر وہی کیوں!

"اوکے"ایشال وہاں سے اٹھتے ہوئے بولی-

ڈاکٹر سبطین حیرانی سے ایشال کو جاتا دیکھ رہے تھے-یہ معاملہ تو ان کی سمجھ سے بالاتر تھا-اب وہ ھاد سے باتوں میں مصروف ہو گئے تھے-ایشال اس شخص کی آواز سن سکتی تھی-وہ آواز جسے وہ تین سالوں سے بھلائے بیٹھی تھی-وہ آواز, جس کے بارے میں اس نے سوچا تھا کہ وہ کبھی دوبارہ یہ آواز نہیں سنے گی--یہی باتیں تو انسان کو یاد دلاتی ہیں کہ وہ انسان ہے خدا نہیں.!

☆☆☆☆☆

وہ اس وقت اپنے کمرے میں موجود تھا- کمرے میں نیم اندھیرا تھا- چاند کی روشنی ماحول کو مزید پر سکون بنا رہی تھی- بیڈ کے کنارے پر بیٹھے آگے کو جھکے کہنیاں ٹانگوں پر ٹکائے اپنے چہرے کا بوجھ اپنے ہاتھوں پر گرائے بیٹھا تھا- تین سال... تین سال بعد وہ ایک بار پھر سے اس چہرے کو دیکھ رہا تھا- وہ وجود جو اس کے سامنے بیٹھا تھا وہ تین سال پہلے اسکے کئ ٹکڑے کر چکا تھا- اسے خود سے بے تحاشا نفرت محسوس ہوئی تھی- وہ کون تھا- وہ کیا تھا- وہ کیوں تھا- یہ سوال اسکے دماغ پر رسیاں باندھ رہے تھے- اس نے تین سال تک خود کو اس دھوکے میں رکھا تھا کہ اب وہ اس کے سامنے کبھی نہیں آئے گی- اور اب اسے لگا تھا کہ اسے اس کے سامنے آنا ہی تھا- رب نے اسے اسکی اوقات بھی تو دکھانی تھی نا!.. ہم انسان جب تک قسمت کے ہاتھ کا تھپڑ نا کھا لیں تب تک لگتا ہی نہیں ہے کہ ہم انسان ہیں- ہم اپنے اپنے خیالوں کے گھڑے کھودتے رہتے ہیں- اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ حقیقت ہم سے چھپ کر ہمیں اس گھڑے میں دھکا دے دیتی ہے- اور جب ہماری آنکھ گمان کے خواب سے کھلتی ہے تو ہر طرف اندھیرا ہی ہوتا ہے- روشنی کو تو ہم خود ہی پھونکیں مار مار کر بجھا چکے ہوتے ہیں- وہ بھی خواب سے جاگ چکا تھا اور جو حقیقت اس کے سامنے تھی وہ اس کے خیال سے بھی زیادہ تلخ تھی- آج ایک بار پھر اسے محسوس ہوا تھا کہ ھادسیال سے زیادہ بے بس انسان اور کوئی نہیں ہے- آج پھر اسے احساس ہوا تھا کہ جس معاملے پر وہ مٹی ڈال چکا تھا اب وہ ایک پودے کی صورت میں زمین سے

New Era Magazine

پھوٹ رہا تھا-اس نے تین سال پہلے ایک غلطی کی تھی-اس غلطی کی وہ تلافی کر پایا تھا نہ ہی معافی!!!

****

جاری ہے۔

نوٹ

نمازِ قلب از آیت خان کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تا کہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ(نیوایرا میگزین)